''اردو'' کو سرکاری زبان کے طور پر نافذ کرنے کے آئین اور عدالتی فیصلے پر عمل میں مجرمانہ تعطل......

الیکٹرانک میڈیا پر ''توہین اسلام'' کے مرتکب مجرموں کی رہائی......

اتنی ''کفر نواز'' اور ''خود مختاری شکن'' کارروائیوں کے بعد ''پرائمری تک ناظرہ اور میٹرک تک ترجمہ قرآن مجید'' لازمی قرار دینے کا بہتر اور گرانقدر اقدام بھی سامنے آیا۔ لیکن یہ ایک راست قدم اتنے سارے باطل اقدامات کا کفارہ شاید نہ بن سکے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ توہین اسلام کے مجرموں، قومی غداروں اور جاسوسوں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ اور تحریکِ پاکستان کے دوران اللہ رب العالمین سے اجتماعی اور علیٰ رؤوس الاشہاد کیے ہوئے وعدے پر عمل کرتے ہوئے ملک میں اسلامی نظام حکومت قائم کیا جائے۔

برما میں مسلمانوں کا قتل عام

برما میں مسلمانوں پر ظلم و ستم کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ 1970 میں فوجی ڈکٹیٹر شپ نے اہل اسلام پر تشدد میں بے پناہ اضافہ کیا۔ آنگ سانگ سوچی نے ''جمہوریت'' کے لیے جدوجہد کر کے ''نوبل پرائز'' اور ''وزارت عظمیٰ'' حاصل کی۔ اپوزیشن لیڈر کے طور پر انہوں نے مسلمانوں کے حق میں ایک لفظ بھی بولنا گوارا نہیں کیا؛ کیونکہ اس طرح وہ نہ صرف ''نوبل پرائز'' کے لیے بالکل نااہل ثابت ہوسکتی تھیں، بلکہ عالمی حمایت سے بھی یقیناً محروم ہوجاتی۔ مسلمان ان کی مجبوریوں کو سمجھتے ہیں۔

اس وقت اقتدار فوجی حکمرانوں کے پاس ہے۔ وزیر اعظم آنگ سانگ سوچی ربڑ سٹیمپ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ اقلیتوں پر اس قدر ظلم و ستم کیوں ہو رہا ہے؟ تو انہوں نے کہا: کس ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں ہو رہی؟!

بنگلہ دیشی سرحد پر برمائی فوجی کیمپ پر حملہ ہوا، جس میں حکومت کے بقول 9 فوجی قتل ہوئے اور اسلحہ لوٹ لیا گیا۔ حکومت نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، فوراً مسلمانوں کو حملے کا ذمہ دار قرار دیا اور بلا تحقیق جوابی کارروائی پر اتر آئی۔ فوج پہلے ہی شتر بے مہار ہے۔ وہ آپے سے باہر ہو کر مسلمانوں پر ہر قسم کا ظلم ڈھا رہی ہے۔

روہنگیا مسلم آبادی میانمار کے صوبہ رکھینی میں تقریباً مقید ہے۔ جہاں اہل اسلام کی آبادی 95% ہے۔

برمائی فوجی کیمپ پر حملے کے بارے میں صورت حال پر نگاہ رکھنے والوں کے بقول کئی امکانات ہیں: